19 جون 2013ء

سارک فنانس اور ایشین کلیرنگ یونین کے اجلاس ختم، پاکستان نے اے سی یو کی صدارت سنبھال لی

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر جناب یاسین انور نے اسلام آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں 26 ویں سارک فنانس گروپ اجلاس، نویں گورنرز سمپوزیم اور 42 ویں ایشین کلیرنگ یونین، بورڈ آف ڈائریکٹرز اجلاس کی میزبانی کی۔ مالدیپ مانیٹری اتھارٹی کے گورنر اور چیئرمین ڈاکٹر فضیل نجیب نے سارک فنانس گروپ اجلاس جبکہ گورنر اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے سارک گورنرز سمپوزیم کی صدارت کی۔ پاکستان نے اے سی یو کی صدارت بھی سنبھالی چنانچہ گورنر اسٹیٹ بینک آف پاکستان جناب یاسین انور نے 42 ویں اے سی یو بورڈ آف ڈائریکٹرز کی صدارت بھی کی۔

سارک فنانس گروپ اجلاس میں بعض اہم فیصلے کیے گئے جن میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

1۔ سارک فنانس کی 10 سالہ تاریخ کا فولڈر پورٹل جاری کیا گیا۔ یہ پورٹل سارک فنانس کی سرگرمیوں سے متعلق معلومات کا منظم مجموعہ ہے۔ پورٹل پر سارک فنانس کے فوروموں پر کیے گئے اہم پالیسی فیصلوں کی تفصیلات بھی پوسٹ کی جائیں گی اور ادارہ جاتی میموری تخلیق کی جائے گی۔

2۔ سارک اسکالرشپ اسکیم شروع کرنے کے لیے ریزرو بینک آف انڈیا نے سارک خطے کے ایک امیدوار کے لیے ایک اسکالرشپ سالانہ کی پیشکش کی ہے۔

گورنرز سمپوزیم کا مقصد سارک خطے پر یورو قرضے کے بحران کا جائزہ لینا تھا۔ مختلف ممالک کی پریزینٹیشنز کے علاوہ دو کلیدی مقررین ڈاکٹر عشرت حسین (سابق گورنر اسٹیٹ بینک) اور ڈاکٹر احتشام احمد (سابقہ آئی ایم ایف سے منسلک اور اب یونیورسٹی آف بون کے فیلو) کی تقاریر سے مختلف ممالک کی پریزینٹیشنز کا ڈھانچہ واضح ہوا۔

اپنے افتتاحی کلمات میں گورنر یاسین انور نے ان واقعات کی بھرپور لیکن جامع ترتیب بیان کی جو یورپ میں دشوار معاشی حالات پیدا کرنے کا باعث بنے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ 08-2007ء میں امریکی مارگیج بحران کے بعد خطرے کی طلب ختم ہونے سے وہ دباؤ پیدا ہوا جو یورپ کے ذیلی ممالک کو آج درپیش ہے۔ گورنر یاسین انور نے یورپی برآمدی طلب اور بیرونی سرمایہ کاری کے توسط سے پاکستان پر کسی قدر منفی اثرات کو تسلیم کیا تاہم ان کا کہنا تھا کہ پاکستان یورو بحران کے اثرات سے بڑی حد تک بچا رہا ہے۔

ڈاکٹر عشرت حسین نے گورنر یاسین کے تجزیے کا اعادہ کیا لیکن بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس میں پورے سارک خطے کو شامل کیا۔ انہوں نے اس مفروضے پر تنقید کی کہ مشترکہ کرنسی سے 'داخلی ارتکاز' (endogenous convergence) پیدا ہوگا اور کہا کہ مالیاتی انحراف (divergence) سے نمٹنے کے بجائے آسان یورو فنانسنگ سے ممالک کو اپنے مالیاتی مسائل کو نظرانداز کرنے اور اپنے وسائل سے بڑھ کر خرچ کرنے کا موقع ملا۔ ان کا کہنا تھا کہ جنوبی ایشیا کے مسائل اسی طرح کے اور مقامی نوعیت کے ہیں۔

ڈاکٹر احتشام احمد نے ڈاکٹر عشرت حسین کی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بارے میں معیار بند (standardized) معلومات کی اہمیت کو اجاگر کیا کہ آیا یورپی یونین کے رکن ممالک واقعی ان ارتکازی پیمانوں (convergence criteria) کی روح پر عمل کر رہے ہیں جنھوں نے یورو کو تخلیق کیا تھا۔

ڈاکٹر احتشام احمد نے کہا کہ مالیاتی قواعد صلے اور/یا پابندیوں کے ایک ٹھوس نظام کے بغیر کارآمد نہیں ہوسکتے۔ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ آئی ایم ایف نے کفایت شعاری کی لاگت کا کم تخمینہ لگایا ہے۔ انہوں نے ایک ایسے 'برک' (BRIC) بینک کی ضرورت پر زور دیا جو ترقی پذیر ملکوں کو طویل مدتی فنڈنگ فراہم کرے۔ انہوں نے اپنا خطاب دو سوالات پر ختم کیا: کیا کرنسی کے انتظامات ٹھوس صلے/پابندیوں کے بغیر قابل بھروسہ ثابت ہوسکتے ہیں؟ اور کیا کرنسی یونینز مؤثر انداز میں کام کرنے کے لیے ایک مکمل مالیاتی فیڈریشن کی شکل اختیار کرسکتی ہیں؟

کنٹری پریزینٹیشنز میں بھارت، مالدیپ اور افغانستان نے وضاحت کی کہ یورو کے بحران نے کس طرح ان کی معیشتوں کو نقصان پہنچایا ہے جبکہ نیپال، بنگلہ دیش اور پاکستان نے کہا کہ ان کی معیشتیں بڑی حد تک محفوظ رہی ہیں۔ سری لنکا نے ان دونوں گروپوں کی درمیانی راہ اختیار کی۔

اس کے مضر اثرات مختلف نوعیت کے تھے: بھارت کے لیے اعتماد کمزور ہوا یعنی یورو زون کی منفی خبروں سے بھارت میں غیر ملکی سرمایہ کار زیادہ محتاط ہوگئے۔ مالدیپ میں یورپی سیاحوں میں توقع سے کہیں زیادہ کمی ہوئی اور افغانستان میں یورپ سے امداد تعطل کا شکار ہوئی۔

ملی جلی تصویر کے باوجود تمام ممالک اس بات پر متفق تھے کہ سارک کے خطے کو اندرونی نوعیت کے مشترکہ چیلنجز کا سامنا ہے۔ ڈاکٹر مشتاق خان (اسٹیٹ بینک) نے وضاحت کی کہ ٹیکس محصولات کی کم سطح، توانائی کی نامناسب فراہمی، گرتی ہوئی ایف ڈی آئی، پیداواریت میں اضافے کی ضرورت، گورننس اور کرپشن جیسے مسائل نے یورو بحران کے مقابلے میں خطے کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

ریزرو بینک آف انڈیا کے گورنر ڈاکٹر سوباراؤ نے یہ اہم نکتہ اٹھایا کہ قرض کی واپسی کی صلاحیت کے تناظر میں قرضہ کی پائیداری کا ٹیکس اور جی ڈی پی کے تناسب سے ربط کتنا مضبوط ہے۔ اگرچہ بھارت میں یہ تناسب اس وقت 19 فیصد ہے لیکن گورنر ڈاکٹر سوباراؤ کے نزدیک اس تناسب کو بڑھا کر 22 فیصد تک کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستانی نمائندوں نے ان کے تجزیے سے اتفاق کیا اور زور دیا کہ پالیسی سازوں کو پاکستان میں ٹیکس اور جی ڈی پی کے تناسب کو بڑھانے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کرنا ہوں گے تاکہ ملکی قرضوں کے چنگل سے بچا جاسکے۔

سارک فنانس/اے سی یو کی تقریبات کے دوران اسٹیٹ بینک کے گورنر یاسین انور نے اے سی یو بورڈ کے 42 ویں اجلاس کے دوران بورڈ کی صدارت سنبھالی۔ بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت، ایران، مالدیپ، میانمار، نیپال، پاکستان اور سری لنکا کے گورنرز/ڈپٹی گورنرز نے اجلاس میں شرکت کی۔

اے سی یو کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اس کے رکن ملکوں میں تعاون کو فروغ دینا اور ان کے متعلقہ بینکاری نظاموں میں قریبی روابط استوار کرنا ہے۔ اس سے اے سی یو کے رکن ملکوں کے درمیان تجارت اور معاشی سرگرمیوں کو توسیع دینے میں مدد ملے گی۔ اپنے افتتاحی خطاب میں گورنر اسٹیٹ بینک نے کہا کہ آج کے حالات میں اے سی یو کے رکن ملکوں کے درمیان معاشی تعاون کی جتنی آج ضرورت ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں تھی۔

اے سی یو کے رکن ملکوں کے درمیان تجارت کے فروغ اور دیگر شعبوں میں تعاون سے مستقبل میں عالمی منڈیوں میں آنے والے کسی بھی نئے دھچکے کو جذب کرنے میں مدد ملے گی۔ اے سی یو ممالک کے درمیان تجارت میں اضافے اور تجارت کی لاگت میں کمی کا باعث بننے والے مربوط مالی نظام کی موجودگی میں وہ اپنے تجارتی پورٹ فولیوز کو متنوع بنانے کے قابل ہوسکیں گے اور ان کے لیے خطے کی بعض تیزی سے ترقی کرتی معیشتوں سے استفادہ کرنا ممکن ہوگا۔

☆☆☆